نبی کریم ﷺ کی مدنی دور میں نظامِ سراغ رسانی کے ذرائع اور منتخب غزوات میں اس کی اثر انگیزی

Sources of espionage system during the Madani era of Prophet (SAW) and its effectiveness in the selected Ghazawat

Said Badshah
PhD Scholar, Dept. of Islamic Studies, University of Malakand:
eagleeyestop1@gmail.com

Prof. Dr. Ata Ur Rahman
Chairman, Dept. of Islamic Studies, University of Malakand:
ataurrahman3003@gmail.com

Dr. Muhammad Abdul Haq
Lecturer, Dept. of Islamic Studies, University of Malakand:
mabdulhaq.pk@gmail.com

Abstract:
When Prophet Muhammad (SAW) migrated to Madina, he has to face many challenges. The Quraish extended their tentacles to Madina in the enmity of Muslims trying to make a gap between them and the inhabitants of Madina and make the Jews their alloy to abolish Islam. The Prophet Muhammad (SAW) had to make a multi task strategy to become safe from the internal and external enemies. In this perspective he made plans and initially it resulted in the formation of Madina Charter in order to make this city peaceful and it protected the Muslims from Jews. The next challenge was the safety from Quraish who wanted to encounter Muslims in warfare. The Prophet Muhammad (SAW) was endowed with the qualities of leadership and wisdom so he thought of next level plans to keep himself aware of the enemy's strategies and objectives, so he established an intelligence network and made it strong gradually. He kept an eye on the political, economic and warfare of the enemy. There were many sources of intelligence used by Prophet Muhammad (SAW). The main and certain source was Wahi (revelation) from Allah. The other sources were spying of an individual, secret patrolling of a group of Muslims, spying by

a newly Muslim person, getting secret information by wisdom and sagacity of the Prophet Muhammad (SAW) and to stray the enemies with Toriah. The prophet Muhammad (SAW) used all the espionage techniques extensively and took control of Madina and its outskirts. He also used these spying techniques against Quraish and defeated them in the battlefields. In Ghazwa Badr, Ghazwa Uhad, Ghazwa Ahzab, Ghazwa Banu Quraiza and Ghazwa Khyber he made war strategies keeping in view intelligence reports and geographical status of the battlefield and defeated his enemies with less equipment and less army but rich plans.

Keywords: *Migrated, Madina Charter, Intelligence, Secret Information, Defeated*

نبی کریم ﷺ نے جب مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو انہیں بہت سی مشکلات کا سامنا تھا۔ایک طرف اگر مشرکینِ مکہ مسلمانوں کے خلاف چالیں چلنے سے باز نہیں رہتے تو دوسری طرف مدینہ منورہ کے یہودیوں پر آپ ﷺ کی نبوت گراں گزرتی تھی۔ مشرکین اور یہودیوں میں قدرِ مشترک نبی کریم ﷺ اور اس کے لائے ہوئے دین سے بغض وعداوت تھی جس کی وجہ سے آپ ﷺ کو کثیر جہتی حکمت عملی اپنانے کی اشد ضرورت تھی تاکہ اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے کمال مہارت کے ساتھ محفوظ ہو سکے۔اسی مقصد کے پیش نظر آپ ﷺ نے گردوپیش پر گہری نظر رکھتے ہوئے منصوبہ بندی کی اور سب سے پہلے اندرونی دشمن سے تحفظ اور قیامِ امن کی خاطر میثاقِ مدینہ تشکیل دیا جو تمام باشندگانِ مدینہ کے لیے باعثِ خیر تھا۔چونکہ حفاظت کی خاطر جاسوسی کے ذریعے دشمن کی معاشی،سیاسی اور حربی معلومات حاصل کرنا اوران پر نظر رکھنا ضروری ہوتا ہے اس لیے اس معاہدے کے بعد اگلا ہدف مشرکین مکہ اور مدینہ منورہ کے مضافات یا اس سے دور آباد قبائل کی حرکات وسکنات سے باخبر رہنا تھا۔ مدینہ طیبہ میں رسول اللہ ﷺ اگرچہ دفاعی تیاریاں کر چکے تھے لیکن مشرکین مکہ کی طرف سے مدینہ پر حملے کی خبریں گردش کر رہی تھی جس نے مسلمانوں کو تشویش میں مبتلا کر دیا تھا اور نبی کریم ﷺ خود اکثر راتوں کو جاگا کرتے تھے جب کہ صحابہ کرامؓ رات کو اکثر ہتھیاروں سے لیس ہو کر سویا کرتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کاش کوئی نیک بندہ میرا پہرہ دے اور میں سو سکوں، چنانچہ

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے پہرہ دیا، پھر آپ ﷺ سوئے۔[1] آپ ﷺ جاسوسی کے لیے یا تو دستے تشکیل دیتے جو طلایہ گردی (Patrolling) کے ذریعے معلومات حاصل کرکے نبی کریم ﷺ تک پہنچاتے رہتے تھے، یا کسی فرد کو دشمن کی صفوں میں داخل کرواتے تاکہ ان کے عزائم معلوم کرسکے جب کہ کبھی خود بھی صحابہ کرامؓ کو لے کر معلومات اکھٹی کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اس کے علاوہ تجارتی قافلوں کے ذریعے بھی معلومات حاصل کی جاتی تھی۔ غزوات و سرایا کے مطالعے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ ابتدائی مہمات کا مقصد صرف جنگ نہیں تھا بلکہ دشمن کی معلومات حاصل کرنا اور ان پر رعب جمانا بھی تھا۔ سریہ خرار[2]، غزوہ بواط[3] اور غزوہ صفوان[4] وغیرہ کا ایک ہدف معلومات اکھٹا کرنا بھی تھا۔ جاسوسی کے یہ مہمات مسلمانوں کے لیے تیر بہ ہدف ثابت ہوئے اور بڑی بڑی فتوحات کے حصول میں کلیدی کردار ادا کیا۔

لفظ "سراغ رسانی (جاسوسی)" کی تحقیق:

سراغ رسانی کے لیے عربی میں بہت سے الفاظ استعمال ہوتے ہیں لیکن اس میں "جاسوسی" ایک عام لفظ ہے جو عربی کے ساتھ ساتھ اردو میں بھی مستعمل ہے۔ جاسوسی عربی زبان کا لفظ ہے جو تجسس سے نکلا ہے۔ جدید دور میں اس کے لیے عربی لفظ استخبار استعمال ہوتا ہے انگریزی ڈکشنریوں میں اس کے لیے Spying, Espionage اور یا Intelligence کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔ جاسوسی کے لیے عربی میں تجسس، تحسس، اور دشمن کی خفیہ معلومات کی کھوج لگانے والے کے لیے جاسوس، عین، ناموس اور اثعر جیسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ قرآن کریم میں بھی

---

[1]۔ البخاری،ابو عبد الله محمد بن اسماعیل ، الجامع الصحیح (صحیح البخاری)، دار الشعب ،قاہرہ،1407ھ/1987ء، ج4،ص41، حدیث نمبر:2885

[2]۔ البیہقی،دلائل النبوۃ،تحقیق: الدکتور / عبد المعطی قلعجی، دار الکتب العلمیہ دارالریان للتراث، 1408 ھ/ 1988ء، ج5 ،ص465

[3]۔ الطحاوی، ابو جعفر احمد بن محمد ،شرح مشکل الآثار،تحقیق : شعیب الارنووط، موسسة الرساله، 1415ھ/1494ء ،ج9 ،ص169 ، حدیث نمبر:3539

[4]۔ الجزری،ابو السعادات المبارك بن محمد،النہایه فی غریب الحدیث والأثر، المکتبة العلمیه - بیروت (ترقیم الشامله)، 1399ھ/ 1979ء،تحقیق : طاہر احمد الزاوی و محمود محمد الطناحی ،ج 2 ،ص 949

تجسس کالفظ استعمال ہواہے ارشادربانی ہے ولَا تَجَسَّسوا[5]یعنی مسلمانوں کے پوشیدہ معاملات کی ٹوہ میں نہ لگو۔ابو منصور لکھتے ہیں کہ لفظ" جسس" کامطلب خبر کو محسوس کرناہے اوراس سے تجسس اور جاسوس کالفظ نکلاہے۔اور عین وہ شخص ہوتاہے جو معلومات حاصل کرکے لاتاہے۔وہ آگے لکھتے ہیں کہ تجسس اور تحسس ہم معنی الفاظ ہیں۔[6] ابن منظورافریقی لکھتے ہیں کہ تجسس کامادہ "جسس" ہے جس کا معنی کسی سے متعلق معلومات کاحصول ہے اسی طرح تحسس بھی کسی کی خبر لاناہے۔اور تجسس چھپے ہوئے امور کی تفتیش کو کہاجاتاہے جو اکثر شر کے کاموں میں استعمال ہوتاہے اور جاسوس شر کے راز جاننے والے کو کہاجاتاہے جب کہ ناموس خیر کے رازرکھنے والے کو کہاجاتاہے۔مزید لکھتے ہیں کہ تجسس کسی اور کے لیے معلومات اکھٹی کرنے کو کہتے ہیں جب کہ تحسس اپنے لیے معلومات ڈھونڈھنے کو کہتے ہیں اور جاسوس کو عین بھی کہتے ہیں۔[7] ابن فارس لکھتے ہیں کہ عین وہ شخص ہوتاہے جس کو معلومات حاصل کرنے کے لیے بھیجاگیاہو۔[8] ابوالقاسم طالقانی لکھتے ہیں کہ جھوٹے معلومات کی جاسوسی کرنے والے کے لیے عربی میں "اثعر"کاصیغہ استعمال ہوتاہے۔[9] ابن فارس لکھتے ہیں کہ عین وہ شخص ہوتاہے جس کو معلومات حاصل کرنے کے لیے بھیجاگیاہو۔[10]موسوعہ فقہیہ میں لکھاہے کہ تجسس پوشیدہ امور کی تفتیش کو کہتے ہیں ۔تجسس اوراستراق السمع میں فرق یہ ہے کہ تجسس متعین امور کی کھوج لگانے کو کہاجاتاہے جب کہ استراق السمع حاصل شدہ معلومات اٹھاکرلانے کو کہتے ہیں مزیدبرآں تجسس ایک صبر آزماعمل ہے جس میں معلومات حاصل

---

[5]۔سورۃ الحجرات:12

[6]۔ الازہری،ابومنصورمحمد بن احمد،تہذیب اللغه، تحقیق :محمدعوض مرعب، دار احیاء التراث العربی، بیروت،2001ء،ج10،ص242،مادہ "الجس"

[7]۔ الافریقی،محمد بن مکرم بن منظور،لسان العرب،دارصادربیروت،ج6،ص38،مادہ"جسس"

[8]۔ ابن فارس،ابو الحسین احمد ،تحقیق: عبد السلام محمد هارون،معجم مقائیس اللغه دار الفکر،بیروت، 1399ھ/1979ء،ج4،ص200،مادہ"عین"

[9]۔ الطالقانی،ابوالقاسم اسماعیل ابن عبادابن العباس، المحیط فی اللغه، عالم الکتب ،بیروت ،1414ھ/1994ء،ج2،ص7،مادہ:ثعر

[10]۔ ابن فارس،ابو الحسین احمد ،تحقیق: عبد السلام محمد هارون،معجم مقائیس اللغه دار الفکر،بیروت،1399ھ/1979ء،ج4،ص200،مادہ"عین"

کرنے کے لیے جان کھپانی پڑتی ہے جب کہ استراق السمع عجلت میں ہوتی ہے۔[11] علامہ انباری لکھتے ہیں کہ تجسس اور تحسس مترادف الفاظ ہیں، اہل عرب کہتے ہیں کہ فلاں شخص جاسوس ہے (تو اس کے لیے تحسس اور تجسس کے الفاظ استعمال کرتے ہیں)، جاسوس اور ناموس بھی ہم معنی الفاظ ہیں۔[12]

سراغ رسانی کی ضرورت واہمیت:

جنگ میں فتح یابی کے لیے مہم جو فوج کی ضرورت پڑتی ہے جب کہ محاذ پر جیت کے لیے جاسوسوں کی ضرورت ہوتی ہے جو مخالفین کے حربی منصوبے چرالیں۔ جاسوس کی مثال کسی فوج کے لیے بمنزلہ آنکھ وکان ہوتی ہے لہٰذا بغیر جاسوسی کے کوئی بھی فوج اندھا اور بہرا بن جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ العلم سلاحي، والصبر ردائي[13] یعنی علم میری ہتھیار ہے اور صبر میری چادر ہے۔ آپ ﷺ پہلے دشمن کے متعلق معلومات حاصل کرتے اور اس کے لیے مختلف ذرائع اختیار کرتے۔ کبھی آپ طلایہ گرد دستے (Patrol) بھیجتے تو کبھی جنگی قیدیوں سے معلومات حاصل کر لیتے۔ یہ دستے دو قسم کے ہوتے تھے۔ ایک نفری کے اعتبار سے مختصر ہوتے اور یہ بہت تیزی سے سفر کرتے جیسا کہ سریہ سعدؓ جو آٹھ افراد پر مشتمل تھا۔[14] اس دستے کی کوشش ہوتی کہ صرف معلومات حاصل کریں اور مخالفین سے نہ الجھیں۔ دوسری قسم کا دستہ زیادہ افراد پر مشتمل ہوتا تھا اور اس کا مقصد دشمن کی معلومات

---

[11] ۔وزارة الاوقاف والشئون الاسلامیه، الموسوعه الفقهیه الکویتیه، دارالسلاسل، کویت،1404ھ، ج3 ،ص279، ماده، التجسس

[12] ۔ الانباری،ابو بکر محمد بن القاسم ،تحقیق:د.حاتم صالح الضامن، موسسةالرساله، بیروت،1412ھ/1992ء، ج1، ص319

[13] ۔ الخضری،محمد بن عفیفی،نور الیقین فی سیرة سید المرسلین،تحقیق: ہیثم ہلال،دار المعرفه، بیروت،1425ھ/ 2004ء ، ج1،ص221

[14] ۔المقریزی،احمد بن علی،امتاع الاسماع بما للنبی من الأحوال والأموال والحفدة والمتاع ،دار الکتب العلمیه، بیروت ،1420ھ/1999ء، ج1،ص72

کے حصول کے ساتھ ساتھ بہ وقت ضرورت لڑنا بھی تھا جیسا کہ غزوہ ودان میں دو سو صحابہ کرامؓ شامل تھے اسے غزوۃ الابواء سے بھی موسوم کیا جاتا ہے جس کا مقصد قریش کے تجارتی قافلے کو روکنا تھا۔[15]

چین کے ایک قدیم سپہ سالار سن تزو نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ علم پیش آگاہی (جاسوسی کے ذریعے معلومات) نہ ارواح سے حاصل ہوتی ہے، نہ بتوں سے، نہ گزرے ہوئے واقعات کی مماثلت (نظائر) سے اور نہ قیاس سے، یہ ان سے حاصل ہوتا ہے جو دشمن کے حالات سے واقفیت رکھتے ہوں یعنی جو صرف اور صرف جاسوسی کے ذریعے حاصل ہوتی ہیں۔[16] جنگی حکمت عملی دشمن کے حالات سے واقفیت کی بنیاد پر ترتیب دی جاتی ہے جس سے جیت کے امکانات واضح ہو جاتے ہیں ورنہ دشمن کی قوت اور جنگی چالوں سے بے خبری کا انجام شکست کی صورت میں ظاہر ہو جاتی ہے۔ ایک امریکی مصنف رچرڈ ولمر لکھتے ہیں کہ انٹیلی جنس کا بنیادی مقصد دشمن کے متعلق معلومات میں غلطی و کوتاہی سے بچنا ہے پھر وہ اربیلا کے جنگ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس جنگ میں فارسی سربراہ دارا کو مقدونیہ کے سکندر اعظم نے اس وجہ سے شکست دی کہ ان کی انٹیلی جنس کی معلومات ناقص تھیں۔[17] کسی جاسوس کے لیے دشمن کا جائے مقام، اس کی طاقت، عمل اور جنگی سازوسامان کا پتہ لگانا بنیادی نکتہ ہے۔ اس کے بغیر مخالف افواج کی صلاحیتوں کا کچھ بھی تعین نہیں کیا جا سکتا۔ معلومات کے ذریعے محاذ پر ہی دشمن کی مزاج اور اقدامات ضروری نہیں ہوتا بلکہ ایک دی گئی فارمیشن کو اقدامات کے سیکٹریازون میں سمجھنا بھی ضروری ہے۔ دشمن کی ریزرو، معمولی سی حرکت اور آمدورفت کے راستوں کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے نیز جاسوس کے ارسال کردہ معلومات کی درستگی کو بھی جانچا پرکھا جاتا ہے۔ روس کو جرمنی کے حملے اور ان کے منصوبوں کے بارے میں پیشگی اطلاعات موصول ہوئی تھیں اور ٹوکیو کے جرمن سفارتخانے میں ان کے ایک معتبر ایجنٹ کے ذریعے بھی یہ اطلاع ایک ماہ قبل

---

[15] ۔ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد بن سعد البصری، الطبقات الکبری (طبقات ابن سعد)، تحقیق: احسان عباس، دار صادر، بیروت، 1968، ج2، ص8

[16]- Sun Tzu ،THE ART OF WAR،Translation with introduction and notes by Lionel Giles, Project Gutenberg Official,19th May 2004,chapter 14, page:123

[17]. Richard Wilmar Rowan, The Story of Secret Service, Garden City Publishing Co, New York 1939, page:04

مل چکی تھی[18] لیکن اس کے باوجود جرمنی کے حملے سے روسی افواج کی آنکھیں حیرت سے پھٹی رہ گئیں کیونکہ بعض دفعہ ایجنٹوں کی بھیجی گئی اطلاعات غلط بھی ثابت ہوتی ہیں یا ان میں ابہام پایا جاتا ہے۔

عہد نبوی ﷺ میں سراغ رسانی کے سرچشمے

عہد نبوی ﷺ میں مختلف قسم کے ذرائع سے خفیہ معلومات حاصل کی جاتی تھی۔اس دور میں اگرچہ نہ تو دورِ جدید کی طرح ذرائع مواصلات ہوتے اور نہ برق رفتار میڈیا، نیز نبی کریم ﷺ چونکہ امی تھے اور باقاعدہ حربی تربیت بھی نہیں تھی لیکن وحی الٰہی آپ ﷺ کی قدم بہ قدم رہنمائی کرتی اور آپ ﷺ کی ذاتی شعور بھی کمال درجے کی اللہ تعالیٰ نے عطاء کی تھی کہ اس زمانے میں نبی کریم ﷺ نے جو جنگی نقشے اور حکمت عملی اپنائی آج کے جدید دور میں وہ پیشہ ورافواج کے لیے مشعلِ راہ ہے۔سیرتِ طیبہ کے عمیق مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ نبی کریم ﷺ دشمن کی خفیہ معلومات متنوع حکمت عملی کو اپنا کر حاصل کرتے تھے۔ذیل میں ان ذرائع کو بیان کیا جاتا ہے۔

1-وحی: پوشیدہ معلومات کا سب سے قوی اور یقینی ذریعہ وحی ہوا کرتا تھا جس میں اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو بعض اوقات پیشگی خبر دیتے اور آپ ﷺ آنے والی آفت سے بچ نکلتے۔جیسا کہ یہود نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا جب آپ ﷺ بنو نضیر پر واجب الادا خون بہا کے سلسلے میں بنو نضیر کے پاس تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کو ایک گھر کی دیوار کے ساتھ بٹھادیا اور ایک یہودی اہل کار عمرو بن حجاش کو ایک وزنی پتھر دے کر چھت پر چڑھایا تاکہ وہ اس بھاری پتھر کو آپ ﷺ پر گرا کر قتل کرے۔جوں ہی وہ اس عمل میں مصروف تھے ،اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے آپ ﷺ کو مطلع فرمادیا اور آپ ﷺ فوراً اٹھ کر مسجد نبوی تشریف لے گئے۔[19]

جب نبی کریم ﷺ قریش کی چالوں سے بچ کر مدینہ ہجرت کرنے میں کامیاب ہوئے تو قریش نے عبد اللہ ابن ابی کو خط لکھا کہ تم نے ہمارے آدمی کو پناہ دی ہے۔ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر تم لوگ اسے قتل نہیں کرتے

---

[18] - Garthoff Raymond L; How Russia Makes War, London, 1954, page:260

[19] - المظہری، محمد ثناء اللہ، تفسیر مظہری، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1425ھ/2004ء، ج1، ص3835، سورۃ الحشر:1

یا مدینہ سے نہیں نکالتے تو ہم سب تم پر حملہ کر کے فنا کر دیں گے اور تمہاری عورتوں کو (لونڈیاں بنا کر) اپنے لیے مباح کر دیں گے۔ عبد اللہ ابن ابی اور اس کے ساتھ کچھ بت پرست مل کر جنگ کی منصوبہ بندی کر رہے تھے کہ آپ ﷺ کو اس خط کا علم ہو تو فوراً عبد اللہ ابن ابی کے پاس پہنچ کر بتایا کہ کیا تم اپنے بیٹوں اور بھائیوں سے لڑو گے؟ اس سے اس پر یہ حقیقت آشکاری ہو گئی کہ اس کا بیٹا اور اس کے قبیلے کے وہ لوگ جو اسلام قبول کر چکے ہیں وہ کبھی بھی اس کا ساتھ نہیں دیں گے اس وجہ سے وہ خاموش رہا اور مسلمانوں کے خلاف کسی بھی قسم کی کارروائی سے باز رہا۔[20] اسی طرح ایک مرتبہ ایک یہودی عورت زینب بنت الحارث نے ایک بکری ذبح کر کے پکانے کے بعد زہر آلود کر دیا اور بطور ہدیہ آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا ابھی آپ ﷺ نے بکری کا ران اٹھا کر کھانے والا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہڈی میں قوت گویائی رکھ دی جس نے آپ ﷺ کو بتایا کہ مجھے زہر آلود کر دیا گیا ہے، آپ ﷺ نے فوراً تھوک دیا اور صحابہ کو بھی کھانے سے منع کر دیا تو انہوں نے بھی تھوک دیا تاہم اس کی اثر سے ایک صحابی بشر بن براء وفات ہو گئے اور آپ ﷺ موت کے وقت بھی اسی زہر کے اثرات کو محسوس کرتے تھے۔[21] اسی وجہ سے علمائے امت کے نزدیک آپ ﷺ کو شہادت کی موت نصیب ہوئی کیونکہ آپ ﷺ کی موت کا سبب یہی زہر تھا۔

2-طلایہ گرد دستے (Patrolling):

نبی اکرم ﷺ دشمن کی خفیہ معلومات رکھنے کے لیے چھوٹے چھوٹے دستے روانہ فرماتے جسے سرایا کہتے ہیں۔ جیسا کہ ہجرت کے نویں ماہ کے شروع میں الخرار کی طرف سعد بن ابی وقاصؓ کا سریہ ہوا جس میں اس کے لیے سفید جھنڈا مقرر کیا تھا جسے مقداد بن عمرو البہرانی اٹھائے ہوئے تھے، انہیں آپ ﷺ نے بیس مہاجرین کے ساتھ بھیجا تھا جن کا مقصد قریش کے قافلے کو روکنا تھا اور ان سے یہ عہد لیا گیا تھا کہ وہ الخرار مقام سے آگے نہیں بڑھیں گے۔ سعدؓ کہتے ہیں کہ ہم رات کو پیادہ سفر کرتے اور دن کو چھپ جاتے اور پانچویں صبح ہمیں پتہ چلا کہ قافلہ رات کو ہی

---

[20]۔ ابو داود، سلیمان بن الاشعث السجستانی، سنن ابی داود، دارالکتاب العربی، بیروت، ج3، ص116، حدیث نمبر:3006

[21]۔ الکلاعی، ابو الربیع سلیمان بن موسی، الاکتفاء بما تضمنه من مغازی رسول الله والثلاثة الخلفاء، تحقیق: محمد کمال الدین عز الدین علی، عالم الکتب، بیروت، 1417ھ، ج2، ص162

گزر چکا ہے۔ [22] ان مہمات کا مقصد نہایت احتیاط کے ساتھ دشمن کی حرکات وسکنات پر کڑی نظر رکھنا تھا۔اس بیدار مغزی ودور بینی کا فائدہ یہ ہوا کہ کئی ایک دفعہ تو دشمن کسی مہم میں آگے بڑھنے سے قبل ہی منتشر ہو جاتا۔ مجموعی طور پر مسلمانوں کو اس سے یہ فائدہ ہوا کہ انہیں مدینہ منورہ کی شکل میں ایک عسکری قرار گاہ مل گئی جو ہر لحاظ سے قابل اعتماد تھی۔

3-فردِ واحد کے ذریعے سراغ رسانی:

غزوہ حنین میں نبی کریم ﷺ نے عبداللہؓ ابن ابی حدرد کو دشمن کی لشکر میں جاسوسی کے لیے بھیجا، جس نے لشکر میں داخل ہو کر مالک بن عوف کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہوازن کے سرداروں اوران کی باتیں سنی اورواپس آکر آپ ﷺ کو بتادیا۔[23] ایک اور صحابی جس کا نام مرثدؓ ابن ابی مرثد الغنوی تھا،نہایت قوی اور بہادرآدمی تھے۔ آپؓ خفیہ طور پر رات کو مسلمان قیدیوں کو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ لاتے تھے، تاہم زمانہ جاہلیت میں ایک بدکار عورت سے تعلق تھی جس نے اسے رات کو پہچان لیااور بدکاری کی خواہش کی ۔ آپؓ کی انکار پر اس نے شور مچایا جس سے آپؓ کا راز ظاہر ہوا لیکن آپؓ وہاں سے بچ کر چھپ گئے۔[24]

4-نبی ﷺ کا اپنی فہم وفراست اور آثار سے علم ہونا:

کبھی کبھار ایسا بھی ہو جاتا کہ مسلمانوں کو مشرکین کے لشکر کی تعداد معلوم نہیں ہوتی تھی جس کے لیے صحابہ کرام تگ ودو کرتے اور نبی کریم ﷺ اپنی فہم وفراست سے ان کی تعداد کا اندازہ لگا لیتے جیسا کہ غزوہ بدر کے وقوع سے قبل آپ ﷺ علیؓ اور سعد ابن وقاصؓ کو چند صحابہ کے ساتھ مشرکین کے لشکر کی خبر لینے بھیجا تو بدر کے چشمے کے ساتھ انہوں نے دو غلاموں کو پکڑ لیا جو قریش کے لیے پانی لے جا رہے تھے۔ان کو نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو ان سے پوچھا کہ ان کا مقام کون سا ہے اور تعداد کتنی ہے تو انہوں مقام کا بتادیا لیکن تعداد معلوم نہیں

---

[22] ۔طبقات ابن سعد، ج2، ص7

[23] ۔الواقدی، ابوعبداللہ محمدبن عمربن واقد، کتاب المغازی، محقق: مارسدن جونس، عالم الکتب، بیروت، 1411ھ/1990ء، ج3، ص893

[24] ۔امام مالک ،ابو عبداللہ مالك بن انس الاصبحی، الموطا(موطاامام مالك)، تحقیق :تقی الدین الندوی، دکتور، دار القلم ، دمشق، 1413ھ/1991ء ، ج3، ص516، حدیث نمبر:1003

تھااور کہا کہ وہ بہت زیادہ ہے۔ نبی ﷺ نے پوچھا کہ وہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں تو انہوں نے بتادیا کہ ایک دن دس اورایک دن نو اونٹ ذبح کرتے ہیں۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ نو سو سے لے کر ایک ہزار تک ہیں۔[25] یوں آپ ﷺ نے ان کی تعداد معلوم کی جن کی صحیح تعداد ایک ہزار تھی۔یہ آپ ﷺ کی فہم وفراست کا ایک عملی نمونہ تھا۔

5-میدان جنگ کی جغرافیہ کو سمجھنا:

آپ ﷺ اپنی فہم وفراست سے جغرافیائی لحاظ سے بھی حکمت عملی ترتیب دیتے جیساکہ غزوہ خیبر میں نبی کریم ﷺ نے رجیع کو اپنا کیمپ بنایا جس سے قبیلہ غطفان کی طرف سے خیبر کے یہود کی مدد کا راستہ بند ہو گیااور شام کی طرف یہودیوں کے بھاگنے کا راستہ بھی بند ہو گیانیز وادی القراء کے یہود کا رابطہ بھی خیبر سے منقطع ہو گیا۔[26]۔اس کے علاوہ بدر کی جغرافیائی صورتحال،احد اور دیگر مہمات میں بھی آپ ﷺ نے اس تکنیک کا بھرپور فائدہ اٹھایا۔

5-نومسلموں کے ذریعے سراغ رسانی:

جو صحابہ کرام نئے مسلمان ہوئے تھے اور مشرکین کو ان کے مسلمان ہونے کا علم نہیں تھا تو وہ بھی سراغ رسانی کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ان میں ایک نام حجاجؓ بن علاط سلمی کا بھی ہے۔انہوں نے غزوہ خیبر میں اسلام قبول کیا تھا اور مالی لحاظ سے مستحکم تھے۔ان کی اہل خانہ مکہ مکرمہ میں رہتے تھے۔نبی کریم ﷺ کی اجازت سے وہ مکہ مکرمہ چلے گئے اور وہاں مشرکین میں یہ خبر پھیلادی کہ محمد ﷺ کو غزوہ خیبر میں شکست ہوئی ہے،ان کے ساتھی جنگی قیدی بن چکے ہیں جب کہ اس کے اموال مالِ غنیمت بن چکی ہے۔اس خبر سے مکہ کے مشرکین میں خوشی کی لہر دوڑ گئی جب کہ مسلمان انتہائی رنجیدہ ہوئے اور جب یہ خبر آپ ﷺ کے چچاعباس تک پہنچی تو اس پر غم کے پہاڑ ٹوٹے اور وہ شدت

---

[25]۔ابن کثیر، ابوالفداءاسماعیل بن عمربن کثیر، السیرة النبویه، محقق:مصطفی عبدالواحد، دارالمعرفه، بیروت، 1414ھ/1994ء، ج2،ص397

[26]۔تحقیقی مضمون،عبدالمالک وعبیداحمدخان،غزوات میں رسولِ مجاہدﷺ کی جغرافیائی حکمتِ عملی،ششماہی مجله اصول الدین،ج2،شماره1 ،2018ء،ص71

غم کی وجہ سے اٹھ نہ سکا، فوراًاپنا غلام حجاجؓ کے پاس معلومات کے حصول کے لیے بھیج دیا،اس نے واپس آکر خوش خبری دی تو اسے آزاد کر دیا، پھر حجاج بذات خود حضرت عباسؓ کے ساتھ ملے اور فتح کی تمام خبروں سے انہیں آگاہ کر دیا۔[27] اس کے ساتھ ساتھ غزوہ احزاب میں نومسلم نعیمؓ ابن مسعود نے بطور جاسوس کلیدی کردار ادا کیا تھا اور حملہ آور گروہوں میں پھوٹ ڈالی تھی۔

6-دشمن کو ذو معنی الفاظ کے ذریعے بھٹکانا:

دشمن کو بھٹکانے کے لیے بھی مختلف حیلے استعمال ہوتے تھے۔ آپ ﷺ نے غزوہ تبوک کے علاوہ باقی تمام غزوات میں توریہ استعمال کرتے تھے تاکہ دشمن کو اسلامی لشکر کے ارادوں کا پتہ نہ چلے۔ کعب ابن مالک کی روایت ہے کہ جب بھی آپ ﷺ کسی غزوہ کے لیے نکلتے تو توریہ فرماتے لیکن غزوہ تبوک میں ایسا نہیں کیا۔[28] اسی طرح آپ ﷺ ابو بکر صدیقؓ کے ہمراہ جب مشرکینِ مکہ سے چھپ کر غیر معروف راستوں سے مدینہ منورہ کی طرف چلے تو مشرکین مکہ بھی آپ کے تعاقب میں نکلے۔ ابو بکرؓ چونکہ شام کے راستوں سے تجارت کے لیے جایا کرتے تھے اس وجہ سے لوگ اسے پہچانتے تھے لیکن نبی کریم ﷺ سے ان کی کوئی شناسائی نہیں تھی اس لیے وہ آپ ﷺ کے متعلق ابو بکرؓ سے پوچھا کرتے کہ یہ کون ہے تو وہ توریہ استعمال کر کے کہتے کہ هَادٍ يَهْدِينِي یعنی یہ میرا رہبر ہے جو مجھے راستہ دکھاتا ہے[29]

منتخب غزوات میں سراغ رسانی کی اثر انگیزی:

مسلمانوں کا مشرکین کے ساتھ سب سے بڑا اولین معرکہ غزوہ بدر کا ہے ورنہ اس سے قبل بھی غزوہ ودان یا ابواء، غزوہ بواط، غزوہ صفوان اور غزوہ ذوالعشیرہ بھی ہو چکے تھے لیکن یہ غزوات اور اس کے ساتھ ساتھ چند سرایا سراغ رسانی، جنگی مشقوں اور دشمن پر رعب جمانے کے لیے تشکیل دی گئی تھی، مستقل طور پر جنگ اس کا مقصد نہیں

---

[27] ۔ الشیبانی،ابو عبداللہ احمد بن حنبل،المسند(مسند الإمام احمد)، مؤسسہ قرطبہ،قاہرہ، ج3، ص138، حدیث نمبر: 12432

[28] ۔صحیح البخاری، ج4،ص59،حدیث نمبر 2948

[29] ۔الموصلی، ابویعلی احمدبن علی بن المثُنی،المسند(مسند ابی یعلی)،دارالمامون للتراث،بغداد،ج3، ص404، حدیث نمبر:3486

تھا لیکن ان کے بعد غزوات میں دشمن کے ساتھ مسلمانوں کا سامنا ہوا۔ ذیل میں چند بڑے معرکوں کا اجمالی تذکرہ کیا جاتا ہے جس میں جاسوسی، نبی کریم ﷺ کی حکمت عملی اور مسلمانوں کے جوش وخروش سے مسلمانوں نے فتح پائی۔

1-غزوہ بدر:

یہ غزوہ دشمنان اسلام پر قہر الٰہی بن کر گری جس میں مشرکین کے بڑے بڑے برج موت کے گھاٹ اتارے گئے[30]۔ اس غزوے کے لیے آپ ﷺ نے انٹیلیجنس رپورٹس اور جغرافیائی نقشے کو مد نظر رکھ کر جنگی حکمت عملی ترتیب دی اور پانی کے قریب ایسی جگہ پڑاؤ ڈالا جہاں ریت تھی، رات کو بارش بھی ہوئی جس سے وہ سخت ہو گئی اور لشکر کے لیے اس میں آنا جانا آسان ہو گیا۔ دوسری طرف دشمن کا لشکر ایسی جگہ پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا جہاں بارش کی وجہ سے کیچڑ بن گئی، نیز بدر کے چشمے تک ان کی رسائی بھی بند ہو گئی تھی جس کی وجہ سے انہیں مشکلات نے گھیرا ہوا تھا۔ اس جنگ میں کفار کو ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا اور مسلمان فتح یاب ہوئے۔ اس لڑائی میں ستر مشرکین قتل ہوئے جبکہ ستر جنگی قیدی بنے۔[31]

2-غزوہ احد:

غزوہ احد فریقین کے درمیان دوسرا بڑا معرکہ تھا جس میں قریش نے مسلمانوں سے بدر کا بدلہ لینے کی ٹھان لی تھی۔ نبی کریم ﷺ کو ملنے والی انٹیلیجنس رپورٹ کے مطابق ایک سال کے عرصہ میں قریش نے تین ہزار کی لشکر تیار کی تھی جس میں سات سو زرہ پوش اور دو سو گھڑ سوار تھے۔[32] اس معرکے میں بھی نبی کریم ﷺ نے دشمن کی تعداد اور قوت کے توڑ کو مد نظر رکھ کر صف بندی کی اور احد کی جغرافیہ کو ذہن نشین کر کے اس کی چوٹی پر تیر اندازوں کا ایک دستہ تعینات کر دیا اور انہیں تاکید کی کہ میری حکم کے بغیر اس جگہ کو چھوڑنا نہیں۔ جب تک وہ دستہ وہاں موجود رہا مسلمان بڑی بے جگری سے لڑے اور ابتدائی مرحلے میں قریش کی لشکر بھاگ نکلی لیکن چوٹی

---

[30] ۔صحیح بخاری، ج4، ص53، حدیث نمبر:2934

[31] ۔ایضا، ج5، ص100، حدیث نمبر:3986

[32] ۔محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، عہد نبوی کے میدان جنگ، ادارہ اسلامیات، لاہور، 1982ء، ص48

پر تعینات دستے سے اجتہادی خطا ہوئی کہ انہوں نے دشمن کو بھاگتے دیکھ کر سمجھا کہ مسلمانوں کو فتح ہوئی تو اپنی جگہ چھوڑ کر میدان میں اتر گئے۔ دشمن کی لشکر کو اس کا علم ہوا تو پلٹ کر وار کیا جس سے مسلمانوں کی فتح وقتی طور پر شکست میں بدل گئی اور اس میں مسلمانوں کو جانی نقصان بھی ہوا۔ آپ ﷺ کے دندان مبارک بھی شہید ہوئے اور سر مبارک بھی زخمی ہوا۔[33] اس غزوے میں سات صحابہ کرام مہاجرین میں سے اور ستر انصار میں سے شہید ہوئے جب کہ دشمن کے تیئس افراد مارے گئے۔[34] جنگی پلان جس طرح آپ ﷺ نے تشکیل دیا تھا اسی طرح اس کے ایک حصے پر عمل نہ ہوا اور کوتاہی کی وجہ سے بھاری نقصان اٹھانا پڑا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سپہ سالار کی حکم کی بجاآوری اولین ترجیح ہونی چاہئے۔

3-غزوہ احزاب:

مدینہ منورہ اور اس کے مضافات میں مسلمانوں کی سیادت کو تسلیم کیا جانے لگا تھا اور وہ ایک ابھرتی قوت بن رہی تھی۔ مسلمانوں کی قوت کو ختم کرنے کے لیے یہودی سردار ابو رافع، سلام ابن ابی حقیق، حیٔ ابن احطب اور کنانہ ابن ربیع نے ایک مہم شروع کی اور دیگر قبائل کے ساتھ ساتھ قریش کو بھی اس میں شامل کر کے مسلمانوں کے خلاف ایک بڑی قوت تیار کی۔ [35] نبی کریم ﷺ کو دومۃ الجندل سے واپسی پر اس کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے دیگر سرگرمیاں ترک کر کے مدینہ میں موجود رہے اور خفیہ جاسوسوں کے ذریعے معلومات اکھٹی کرتے رہے۔ مسلمانوں کے لیے پریشان کن صورتحال کا سامنا تھا کیونکہ مدینہ کے اندر یہودی قبائل کی اکثریت دشمن کے حلیف بن چکے تھے۔ مسلمانوں نے مدینہ منورہ میں رہ کر مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا اور سلمان فارسیؓ کے مشورے پر عمل پیرا ہو کر خندق کھودنے کا فیصلہ ہوا جو چھ روز میں مکمل ہوئی۔ دشمن کی تعداد دس ہزار تھی جنہوں نے مسلمانوں کو بہت تشویش میں مبتلا کر دیا تھا لیکن آپ ﷺ نے نہایت رازداری اور حکمت عملی سے جاسوسوں کے ذریعے ان

---

[33] ۔امام مسلم، ابو الحسین مسلم بن الحجاج النیسابوری، صحیح مسلم، دار الجیل بیروت، ج5، ص179، حدیث نمبر:4746

[34] ۔طبقات ابن سعد، ج2، ص42

[35] ۔ ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمرلقرشی ،البدایہ والنہایہ، دار احیاء التراث العربی، 1408ھ/ 1988ء، ج4، ص108

میں پھوٹ ڈالی۔اس اعصاب شکن معرکے میں جاسوسی کے فرائض انجام دینے والوں میں زبیر ابن عوام[36] نعیم ابن مسعود جو ابھی ابھی مسلمان ہوئے تھے[37] اور حذیفہ ابن یمان[38] شامل تھے۔ان صحابہ کرامؓ نے جانوں پر کھیل کر دشمن کی صفوں میں داخل ہوئے، معلومات بھی حاصل کی اوران میں پھوٹ ڈالنے کے لیے پروپیگنڈا بھی کیا جس سے وہ منتشر ہوئے اور مجبور ہو کر واپس لوٹے۔

4-غزوہ بنو قریظہ:

یہودیوں کے اس قبیلے کے ساتھ مسلمانوں کا معاہدہ تھا لیکن غزوہ احزاب میں آپ ﷺ کو اطلاع ملی کہ انہوں نے دشمن کا ساتھ دیا اور معاہدہ توڑ دیا۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کا ایک وفد ان کی طرف بھیجا تا کہ انہیں سمجھائے لیکن انہوں نے کہا کہ ہمارے اور محمد ﷺ کے درمیان کوئی معاہدہ نہیں ہے۔[39] آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو وہاں بھیجا تو انہوں نے یہودیوں سے آپ ﷺ کی شان میں گستاخانہ کلمات کہتے سنا۔ آپ ﷺ جب وہاں گئے اور یہ سنا تو آپ ﷺ نے بہ آواز بلند کہا کہ اے بندروں کی برادری !کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں ذلیل نہیں کیا تھا اور تم پر اپنا غضب نہیں بھیجا تھا۔اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ اے ابوالقاسم !آپ ناواقف نہیں۔[40] آپ ﷺ اپنے کامیاب جاسوسی نظام کی بناء پر اتنی تیزی سے اقدام کیا کہ بنو قریظہ کو جنگ کی تیاری کا موقع نہیں ملا اور وہ محصور ہو گئے اور پچیس روز محاصرے کے بعد انہوں نے سعدؓ بن معاذؓ کو پنا ثالث مقرر کیا۔انہوں نے ثالثی کرتے ہوئے فیصلہ دیا کہ بنو قریظہ کے وہ آدمی جو جنگ کے قابل ہیں اسے مار دیا جائے اوران کی خواتین وبچوں کو گرفتار کر کے سارے قبیلے کا مال وزر تقسیم کیا جائے[41]

---

[36]۔ الطبقات الکبریٰ، ج3، ص105

[37]۔ایضا، ج2، ص73

[38]۔البدایہ والنہایہ، ج4، ص131

[39]۔ ابن ہشام، ابومحمدعبد الملك ،السيرة النبويه،تحقيق: طه عبد الرءوف سعد، دار الجيل – بيروت، 1411ھ، ج4، ص179

[40]۔ سیرت ابن ہشام، 4ج، ص193

[41]۔ایضا، ج4، ص199

5-غزوہ خیبر:

یہ مدینہ کے شمال میں ایک سر سبز مقام ہے اور پانی کی بھی فراوانی ہے۔ یہاں کے باشندے صرافی، اور برتن سازی کے لیے مشہور تھے۔ مدینہ سے دو قبیلے بنو قینقاع اور بنو نضیر جلاوطنی کے بعد یہاں آباد ہوئے اور یہاں سے مسلمانوں کے خلاف چالیں چلتے تھے یہاں تک کہ مسلمانوں کے خلاف یہاں بیس سے پچیس ہزار تک فوج تیار ہوئی۔ فوج کی تیاری کا سرغنہ ایک یہودی سردار اُسیر بن رزام تھے جسے صحابہ کرام کی ایک جماعت نے قتل کر دیا۔[42] آپ ﷺ کو خیبر کے متعلق اطلاعات موصول ہوتی رہی کہ ان کا رومی سلطنت کے ساتھ رابطہ ہے لہٰذا ان کی سرکوبی کے لیے آپ ﷺ نے حسیل بن خارجہ الاشجعی کو راہبر بنا کر خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔[43]

اس دوران آپ ﷺ نے ایک چھاپہ مار جاسوسی دستہ عباد بن بشرؓ کی سربراہی میں تشکیل دیا جس نے کارروائی کرتے ہوئے ایک یہودی جاسوس پکڑ لیا جس نے اسلام قبول کر کے تمام قلعوں، حربی سازوسامان اور دیگر، مفید معلومات فراہم کیں[44] ان معلومات کو سامنے رکھ کر آپ ﷺ نے جنگی منصوبہ بندی کی اور چودہ دنوں میں خیبر کی تمام آبادی نے سر تسلیم خم کیا اور یوں مسلمانوں نے ایک بڑی دشمن کو ٹھکانے لگا دیا۔

خلاصۂ بحث(Findings):

1-سراغ رسانی یا جاسوسی کے لیے عربی میں ج۔س۔س کا مادہ استعمال ہوتا ہے اور اس کے لیے تجسس اور تحسس کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ خفیہ معلومات کی کھوج لگانے والے کے لیے عربی میں جاسوس، عین اور ناموس کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں جب کہ انگریزی میں اس کے لیے Spying, Espionage اور یا Intelligence کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ جاسوسی کسی ملک کی بقاو سلامتی کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے جاسوسی ایک صبر آزما اور مشکل عمل ہے جس میں ہر وقت سر پر کفن باندھ کر نکلنا پڑتا ہے۔

---

[42] ۔طبقات ابن سعد، ج3، ص526

[43] ۔ واقدی ،کتاب المغازی ،ج2، ص639

[44] ۔ایضاً، ج2، ص640

2۔ -نبی کریم ﷺ کو مدینہ منورہ میں ہر طرف سے مشکلات کا سامنا تھا اور دشمن چاروں طرف منڈلا رہے تھے۔ مسلمانوں کو نہ صرف قریش سے خطرہ تھا بلکہ ساتھ ساتھ مدینہ اور اس کے گردونواح میں بسے یہودیوں سے بھی خطرہ تھا۔ ایسے میں آپ ﷺ نے کمال مہارت سے ان خطرات پر قابو پانے کے لیے جاسوسی کا ایک مضبوط نیٹ ورک قائم کیا جس سے دشمن کی خفیہ سازشوں کا بروقت پتہ لگ جاتا اور اس کی روک تھام کے لیے منصوبہ بندی ہوتی۔ آپ ﷺ مختلف طرق کو اپنا کر خفیہ معلومات حاصل کرتے۔

3-خفیہ معلومات کے ذرائع میں سب سے قوی اور لاریب ذریعہ وحی ہوا کرتا تھا۔ ابتداء میں آپ ﷺ صحابہ کرام کی چھوٹی چھوٹی جماعتوں کو مدینہ کے گردونواح میں رازدارانہ طریقے سے بھیج دیتے، کبھی کسی ایک صحابی کو دشمن کی خبر لانے کے لیے بھیجتے جب کہ کبھی کسی نو مسلم کو کوئی خفیہ فریضہ سونپنے کیونکہ اس کا دشمن کی صفوں میں داخل ہونا آسان ہوتا اور ابھی تک اس کو غیر مسلم خیال کیا جاتا۔

4-آپ ﷺ خود بھی صحابہ کو لے کر دشمن کے علاقوں میں گشت کرتے اور معلومات حاصل کرنے کی سعی فرماتے۔ ایسا بھی ہوتا تھا کہ آپ ﷺ توریہ کے ذریعے دشمن کو بھٹکاتے تھے جس سے اسے مسلمانوں کی حکمت عملی سمجھنے میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا۔

5-آپ ﷺ غزوات و سرایا میں انٹیلی جنس رپورٹس اور میدان جنگ کی جغرفیائی صورتحال کو مد نظر رکھ کر جنگ کا نقشہ کھینچ لیتے اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے تمام مہمات میں فتح مند رہے۔

6-غزوہ احد میں چونکہ آپ ﷺ کی جنگی پلان کے مطابق کلی طور پر عمل نہ ہوا اور کچھ صحابہ کرام سے اجتہادی خطا ہوئی اس وجہ سے مسلمانوں کی فتح وقتی طور پر شکست میں بدل گئی اور انہیں نقصان اٹھانا پڑا۔

7-تمام مہمات میں آپ ﷺ نے سراغ رسانی کا بہت فائدہ اٹھایا اور بڑے بڑے معرکوں جیسا کہ غزوہ بدر، غزوہ احزاب، غزوہ بنو قریظہ اور غزوہ خیبر میں کامیابی حاصل کی۔